کتاب نما

بیسویں صدی کے قرآن نمبر، مرتبہ: پروفیسر محمد اقبال جاوید۔ ناشر: بابِ حرم، ۴۶ سی، جناح اسٹیڈیم، گوجرانوالہ۔ فون: ۰۵۵-۳۸۴۰۰۰۵۔ صفحات: ۳۸۰۔ قیمت: ۴۰۰ روپے مع اشاریہ

فاضل مرتب نے اس موضوع پر ۲۰۰۲ء میں اپنے مطالعے کو پیش کیا تھا، تاہم ۱۱ برس بعد دوبارہ یہ موضوع ایک نئی کتاب کے رُوپ میں نظرنواز ہوا ہے، جس میں بیسویں صدی میں شائع ہونے والے اُردو رسائل و جرائد کے ۱۰۱ خصوصی قرآن نمبروں کا تعارف ہے۔

قرآن خالق کائنات کا اَبدی پیغام ہے۔ اس پر غوروفکر کے ہزاروں اسلوب ہیں اور لوگوں کے سامنے پیش کرنے کے بے شمار ڈھنگ اسلام کے پرستاروں نے اختیار کیے ہیں۔ انھی میں ایک طریقہ رسائل و جرائد کے قرآن پر خصوصی شمارے ہیں۔ پروفیسر اقبال جاوید نے اس ضمن میں اپنے انتخاب کا آغاز سیّد حسن بقائی کے ماہ نامے پیشوا، دہلی (جنوری ۱۹۳۳ء) سے کیا اور خالد سیف اللہ رحمانی کے سہ ماہی حرا، حیدرآباد دکن (جولائی ۲۰۰۰ء) پر تمام کیا ہے۔

مرتب نے اس چیز کا خاص خیال رکھا ہے کہ اس کتاب سے عام قاری استفادہ کر سکے، اور وہ تحقیق و تجزیے کے بوجھل دائرے میں جانے کے بجاے یہ جان سکے کہ: ان خصوصی اشاعتوں میں قرآن سے محبت اور قرآن کی خدمت کن رنگوں اور کن لہجوں میں کی گئی ہے۔ کس اشاعت نے کس پہلو کو فوقیت دی اور کس پہلو پر غوروفکر کے لیے ندا بلند کی۔ گویا کہ یہ مجموعہ ہمیں بیسویں صدی میں، اُردو خواں طبقے کی حبِ قرآن کی ایک جھلک دکھا دیتا ہے۔ (سلیم منصور خالد)

روزہ اور ہماری زندگی، ڈاکٹر انیس احمد، ناشر: منشورات، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور-۵۴۷۹۰۔ فون: ۰۴۲-۳۵۴۳۴۹۰۹۔ صفحات: ۳۳۶۔ قیمت: ۲۹۶ روپے۔

اس کتاب میں فاضل مصنف نے ۳۰ موضوعات کے تحت روزے کے انقلابی پہلوؤں کو بیان کیا ہے۔ رب سے تعلق، خود اپنی تربیت اور تزکیہ، اور پھر انسانی زندگی کے ہر ہر پہلو اور انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر ہر دائرے میں روزے کا جو کردار ہے اسے سادہ زبان میں اور نہایت محکم دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ ایک آئینہ ہے جس میں اسلامی زندگی کی مکمل تصویر دیکھی جاسکتی ہے اور قرآن اور اسوہ نبویؐ کی روشنی میں پوری زندگی کی صحیح خطوط پر تعمیر و تشکیل کی جاسکتی ہے۔ اس میں جس جامعیت کے ساتھ زندگی کے روحانی، اخلاقی، معاشرتی اور تہذیبی، غرض ہمہ پہلوؤں پر روزے کے اثرات کا احاطہ کیا گیا ہے وہ اسے ایک منفرد علمی اور دعوتی کاوش بنا دیتا ہے۔ اس مجموعے کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ اس میں رمضان المبارک کے دوران جو اہم تاریخی واقعات رُونما ہوئے ہیں انھیں بھی بڑے ایمان افروز انداز سے ایک خوب صورت یاد دہانی کے طور پر بیان کر دیا گیا ہے اور اس طرح سندھ میں اسلام کی آمد، غزوۂ بدر کا فیصلہ کن تاریخی موڑ اور قیامِ پاکستان بھی اس سنہری سلسلے کی کڑیاں بن جاتی ہیں۔ (مسلم سجاد)

روزہ اور صحت، ڈاکٹر محمد واسع شاکر، ناشر: منشورات، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور- ۵۴۷۹۰۔ فون: ۰۴۲-۳۵۴۳۴۹۰۹۔ صفحات: ۱۵۰۔ قیمت: ۱۳۰ روپے۔

رمضان المبارک آتا ہے تو روزے کے حوالے سے مختلف امراض کے بارے میں رسائل میں مضامین پر نظر پڑتی ہے لیکن یہ غالباً پہلی دفعہ ہے کہ اس موضوع پر ایک جامع کتاب ایک ماہرفن نے پیش کی ہے۔ ڈاکٹر محمد واسع شاکر اعصابی امراض کے ماہر ہیں اور آغا خان یونی ورسٹی میں بطور پروفیسر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ ان کے وہ ۳۰ لیکچر ہیں جو رمضان ۲۰۱۲ء میں ویب ٹی وی چینل 'راہ' ٹی وی سے نشر ہوئے۔ پہلے دو باب اسلامی تصورِ عبادت اور سیرتِ طیبہؐ کی روشنی میں صحت و غذا کے بارے میں ہیں۔ صحت پر تراویح کے اثرات پر ایک الگ باب ہے۔ صحت کے حوالے سے روزے کے بارے میں جو عام غلط تصورات رائج ہیں ان کا بھی بیان ہے، پھر روزے کے جسمانی اثرات اور مختلف امراض: بلڈ پریشر، امراضِ قلب، ذیابیطس، گردے، جگر، معدے اور آنتوں کی بیماریاں، نفسیاتی بیماریاں، جوڑوں کی بیماری، حتیٰ کہ دانتوں پر اس کے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں ان کا بیان ہے۔ طبی ثمرات کے عنوان کے تحت مثبت اثرات بیان کیے ہیں۔ یہ بھی بتایا

گیا ہے کہ امریکا اور یورپ میں اس موضوع پر بہت ریسرچ ہو رہی ہے اور اسے مختلف امراض کے علاج میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ کتاب صرف ڈاکٹروں اور مریضوں کی رہنمائی نہیں کرتی، بلکہ عام افراد کے لیے بھی اس میں ضروری بنیادی معلومات موجود ہیں۔(مسلم سجاد)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ، حیات، خدمات، مکتوبات، مرتب: محمد راشد شیخ۔ ناشر: ادارہ علم و فن، ۱۰۸-بی، الفلاح، مالیر ہالٹ، کراچی-۷۵۲۱۰۔ فون: ۰۳۳۱-۲۵۸۲۱۴۸۔ صفحات: ۶۷۲۔ قیمت: ۸۰۰ روپے۔

اگر دورِحاضر کی مسلم نابغۂ عصر شخصیات کی ایک فہرست بنائی جائے تو چند ابتدائی ناموں میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا نام ضرور موجود ہوگا۔ علومِ اسلامیہ کے یہ نام وَر اسکالر اور محقق ۱۲ برس پہلے ۱۷دسمبر ۲۰۰۲ء کو انتقال کر گئے تھے۔ زیرنظر کتاب کے مرتب محمد راشد شیخ کے الفاظ میں: ''ڈاکٹر صاحب مرحوم کا انتقال صرف ایک انسان کا گزرنا نہیں بلکہ دراصل یہ ایک طویل اور علمی خدمات سے بھرپور عہد کا بھی خاتمہ تھا''۔ گذشتہ ۱۲ برسوں میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے عقیدت مندوں نے ان کے خطوط اور ان کے سوانح اور علمی خدمات پر لکھے جانے والے سیکڑوں مضامین پر مشتمل متعدد مجموعے تیار کر کے شائع کیے ہیں۔

محمد راشد شیخ صاحب نے ڈاکٹر محمد حمید اللہ سے اپنی عقیدت و ارادت کا ثبوت زیرنظر کتاب کی شکل میں پیش کیا ہے۔ جیسا کہ کتاب کے ضمنی عنوان سے ظاہر ہے، پہلا حصہ بعنوان: 'احوالِ ذاتی' سوانحی تفصیلات پر مشتمل ہے جس میں مرحوم کے بھتیجے احمد عطاء اللہ کے ساتھ خود ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے تین مضمون شامل ہیں جن کی نوعیت خودنوشت کی سی ہے۔ دوسرے حصے میں مرحوم کی تحریروں کی فہرست کو کتابیات کے اصول پر خود راشد شیخ صاحب نے مرتب کیا ہے۔ تقریباً ۳۰۰ صفحات پر مشتمل تیسرے حصے میں مرحوم کی علمی اور ادبی خدمات، ان سے ملاقاتوں کی یادداشتوں اور ان کی وفات پر لکھے جانے والے تاثراتی مضامین جمع کیے گئے ہیں۔ اس حصے کی حیثیت ایک طرح سے 'یادنامہ' کی ہے۔ لکھنے والوں میں علومِ اسلامیہ، عربی زبان، اُردو ادب اور صحافت سے تعلق رکھنے والے بعض نام وَر اور ثقہ نام (ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ، ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی، ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری، ڈاکٹر محمود احمد غازی، مولانا عتیق الرحمن سنبھلی، حکیم محمد سعید، پروفیسر محمد منور اور محمد

صلاح الدین وغیرہ) نظر آتے ہیں۔ آخری حصے میں ڈاکٹر محمد حمیداللہ کے ۱۵۰ سے زائد منتخب خطوط جمع کیے گئے ہیں اور مرتب نے ان پر مختصر حواشی بھی تحریر کیے ہیں۔

علمی دنیا میں ڈاکٹر حمیداللہ کے سیکڑوں عقیدت مند موجود ہیں، اور وہ مرحوم سے غیر معمولی لگاؤ اور محبت کا اظہار بھی کرتے ہیں مگر مرحوم کے بارے میں بہت کم لوگوں نے اچھی، یادگار تحریریں لکھی/کتابیں تیار کی ہیں۔ راشد شیخ کی مرتبہ زیرنظر ایک ایسی جامع کتاب ہے جس میں ڈاکٹر محمد حمیداللہ کے بارے میں تمام ضروری معلومات وکوائف یک جا مل جاتے ہیں اور ان کی علمیت اور علمی کارنامے کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

مختصر تاریخ، خلافتِ اسلامیہ، مولانا عبدالقدوس ہاشمی۔ ناشر: مکتبہ قاسم العلوم، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ فون: ۱۱۱۹ ۲۳ ۳۷ ۳-۰۴۲۔ صفحات: ۲۸۰۔ قیمت: درج نہیں۔

خلافتِ اسلامیہ کا دور، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے روزِ انتخاب (۶۳۲ء) سے شروع ہوکر اتاترک کے ہاتھوں عثمانی خلیفہ سلطان عبدالحمید ثانی کی معزولی (۱۹۲۴ء) تک قائم رہا۔ یہ عرصہ ۱۳۳۱ سالوں پر محیط ہے۔

اتاترک کے ہاتھوں تنسیخ خلافت (۱۹۲۴ء) کے دو سال بعد ۱۹۲۶ء میں ملت اسلامیہ کے چند بزرگ: سلطان عبدالعزیز والی سعودی عرب، سیّد سلیمان ندوی، علامہ رشید رضا، مفتی امین الحسینی، محمد علی جوہر، مفتی کفایت اللہ دہلوی، موسیٰ جار اللہ، محمد علی علوبہ پاشا اور رئیس عمر (انڈونیشیا) حج کے موقعے پر مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور 'موتمر العالم اسلامی' کا قیام عمل میں آیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد سے اس کا صدر دفتر کراچی میں ہے۔ موتمر کے مرحوم سیکرٹری ڈاکٹر انعام اللہ خان نے تقریباً ۲۵ سال پہلے ایک فاضل شخصیت مولانا عبدالقدوس ہاشمی سے فرمایش کر کے یہ کتاب لکھوائی تھی۔ اپنے موضوع پر بہت عمدہ اور حوالے کی کتاب ہے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی اس کا اختصار اور جامعیت ہے۔ خلافت کی ۱۳۳۱ سالہ تاریخ کو پونے تین سو صفحات میں بیان کر کے گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ 'خلافت' کے تحت خلافت کے اصولوں، خلافت کی افادیت اور ادارہ خلافت کی عدم موجودگی میں اُمت مسلمہ کے نقصانات کا ذکر کیا گیا ہے۔ دنیا کے تقریباً ۵۰ مسلم ممالک اگر آج بھی مل کر ادارہ خلافت قائم کرلیں تو مصنف کے بقول: ''شاید دنیا کی

تقدیر بدل جائے''۔ مصنف نے خلافت کے قیام کے لیے چند تجاویز بھی دی ہیں۔ دوسرے حصے میں ۲۰ صفحات کا ایک گوشوارہ خلفاے اسلام کے ناموں، ان کے زمانۂ خلافت اور ان کے دارالخلافوں کے ناموں پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور کے چند اہم واقعات (زکوٰۃ کی ادایگی سے انکار، سرحدوں پر حملے اور پانچ افراد کے نبوت کے دعوے وغیرہ) کا ذکر ہے۔ اسی طرح ایک ایک کر کے جملہ مابعد خلفا کے حالات، ان کے دورِ خلافت کے عام اقدامات، طرزِ حکومت، فتوحات اور ان کے کارناموں کا بیان ہے۔ اُموی اور عباسی خلفا (وہ خود کو 'خلفا' کہتے تھے، حالانکہ تھے: 'بادشاہ') کا تذکرہ اور ان کے عہد کے واقعات نسبتاً مختصر ہیں۔ کتاب میں تفصیل کی گنجایش ہی نہ تھی تاہم چیدہ چیدہ واقعات اور اہم باتیں شامل ہیں۔ آخر میں عثمانی خلفا کے حالات اور ان کی فتوحات کا مختصر ذکر ہے۔

اس کتاب کی اصل اہمیت یہ ہے کہ یہ ۱۳۳۱ برسوں کے حالات و واقعات کا زمانی گوشوارہ (chronology) ہے جس میں ممکن حد تک ہر خلیفہ کی تاریخ پیدایش، تاریخِ وفات اور عہد خلافت کا زمانہ، اسی طرح اس کی مدتِ خلافت کا تعین کیا گیا ہے۔ حوالے کی یہ کتاب بہت سی ضخیم کتابوں کا نچوڑ ہے۔ پونے تین سو صفحات کے کوزے میں ساڑھے تیرہ سو سال کی طویل مدت کا دریا بند کرنا آسان نہ تھا مگر فاضل مصنف نے یہ کر دکھایا۔ (رفیع الدین ہاشمی)

روشناس، زاہد منیر عامر۔ ناشر: کلیہ علوم شرقیہ، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور۔ صفحات: ۲۷۲۔ قیمت: ۲۰۰ روپے۔

ادبیات میں تخیل کی رفعت تاثیر اور تخلیقی حُسن فن پارے کی بقا اور مقبولیت کا ضامن ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نظم و نثر کے ظہور کے ساتھ ہی زمانے کی نظریں اس کے حُسن و قبح، فنی معیار اور ادبی محاسن پر مرتکز ہو جاتی ہیں۔ تحسینِ نظم و نثر کے پیمانوں پر پورا اُترنے والے ادب پاروں کو قبولِ عام کی سند سے نوازا جاتا ہے۔ یہی ادب پارے زندہ رہتے ہیں، جب کہ غیر معیاری تحریریں زمانے کی گرد میں دب کر فراموش کر دی جاتی ہیں۔

زیرتبصرہ کتاب میں جدید اُردو شاعری اور نثر کے میلانات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ تنقیدی مضامین گذشتہ ۲۵، ۲۶ برسوں میں لکھے گئے، تاہم ان مباحث کی تازگی اور اسلوبِ بیان کی شگفتگی

آج بھی قائم ہے۔ ان میں بعض مضامین کتابوں پر تبصرے کے ذیل میں آتے ہیں اور بعض نگارشات علمی، تنقیدی اور تجزیاتی ہیں۔ مجید امجد کی شاعری کا زمان و مکان کے حوالے سے جائزہ لے کر یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ مجید امجد کے ہاں وقت مجتمع ہوکر لمحہ موجود میں سمٹ آیا ہے۔ مجید امجد کے ہاں زمانے کے حوالے سے مسلسل ایک ارتقائی سفر پایا جاتا ہے(ص ۲۳)۔ وقت کی بحث وزیر آغا کی تین کتابوں: شام اور سایے، دن کا زرد پہاڑ اور نردبان کے جائزے میں بھی جاری رہتی ہے۔ وہی وقت جس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ کائناتی تغیر کا احساس ہے(ص ۲۵)، مضمون 'زمان و مکان کی صلیب' میں ماضی، حال اور مستقبل کے الفاظ میں ڈھل جاتا ہے(ص ۹۱)۔ شعری مطالعے کے ۱۲ مضامین ہیں۔ پاکستان میں لکھی گئی اُردو کی جدید شاعری کے رجحانات، میلانات اور امکانات کا جائزہ لے کر اُردو شاعری کے روشن مستقبل کی نوید سنائی گئی ہے۔

نثری مطالعے میں بھی کتابوں پر تنقید، محاکمہ اور مبصرانہ نکتہ طرازیاں ملتی ہیں۔ول ڈیورانٹ اور ان کی اہلیہ کی تصنیف *The Lessons of History* کا تنقیدی جائزہ مصنف کی وسیع النظری، ژرف نگاہی اور ان کی عادلانہ نکتہ آفرینیوں کا ثبوت ہے۔ انھوں نے مصنفین کی جانب داری، تعصب اور اسلام دشمنی کی نشان دہی کرتے ہوئے مدلل و مسکت جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ قرآنِ مجید کو یہودیت سے ماخوذ قرار دینے والے ان بے خبر مصنفین کو مضمون نگار نے سورۂ فرقان کی آیت ۴، ۵ کے حوالے سے حقیقت حال سے باخبر کیا ہے۔ سیرت النبیؐ پر لکھنے والوں کے لیے یہ مسئلہ ہمیشہ زیر بحث رہا ہے کہ وہ ضعیف اور مرفوع روایات سے دامن کیسے چھڑائیں۔ مضمون نگار نے سوال اُٹھایا ہے کہ ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ ترجیح کس کو دیں؟ حدیث کو یا تاریخ کو؟ (ص۱۷۹)۔ ہمارے خیال میں شبلی نعمانی نے اس سوال کا جواب سیرت النبیؐ (جلد اوّل) میں دینے کی کوشش کی ہے۔ توجہ طلب امر یہ ہے کہ کتاب کے صفحہ ۱۱۴ اور صفحہ ۱۱۵ پر دی گئی قرآنی آیات، پاک و ہند میں متداول قرآنِ مجید کے عربی متن کے مطابق نہیں ہیں۔(ظفر حجازی)

شہید عبدالقادر مُلّا، مرتبین: سلیم منصور خالد، طارق محمود زبیری۔ ناشر: منشورات، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور-۵۴۷۹۰۔ فون: ۰۴۲-۳۵۴۳۴۹۰۹ صفحات: ۵۲۰۔ قیمت: ۴۵۰ روپے۔

عبدالقادر مُلّاؒ کی شہادت بلاشبہہ اہلِ اسلام کے لیے ایک المیہ ہے، مگر اصل المیہ یہ ہے کہ پورا عالم اسلام (چند مستثنیات کے سوا) سویا ہوا ہے۔ دوسروں کا تو کیا گِلہ، خود پاکستان جس کی بقا اور تحفظ کے لیے مُلّا عبدالقادر اور ان کے ساتھیوں نے جان کے نذرانے تک پیش کر دیے، اسی پاکستان کی حکومت اور اسی حکومت کے ذمہ داران اپنی مصلحتوں اور ناقابلِ فہم مجبوریوں کی بنیاد پر مُہر بہ لب ہیں۔

پاکستان کا شاید ہی کوئی اخبار یا رسالہ ہوگا جس نے عبدالقادر مُلّا کی شہادت کے سانحے پر تبصرہ نہ کیا ہو اور بہت کم کالم نگار ایسے ہوں گے جو اس موضوع سے بے نیازانہ گزرے ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اتنی بڑی زیادتی، بے انصافی، بے اصولی اور بددیانتی کو 'غیر جانب دار' لوگ بھی برداشت نہیں کر سکے، مگر آفریں ہے پاکستان کی ایک بڑی 'عوامی' پارٹی کے مرکزی راہ نما پر جنھوں نے کہا تھا کہ جماعت اسلامی کے ساتھ جو کچھ بنگلہ دیش میں ہو رہا ہے، وہ یہاں بھی ہونا چاہیے۔ یہ فرمان اُس ہونہار راہ نما کا ہے جس کے نانا نے کہا تھا: 'اُدھر تم اِدھر ہم' اور یہ کہ: ''اسمبلی کا جو رکن اجلاس میں شرکت کے لیے ڈھاکہ جائے گا، اس کی ٹانگیں توڑ دی جائیں گی''۔ اس نوخیز نادان کو یہ اندازہ نہیں کہ غیر ذمہ دارانہ اور اُوٹ پٹانگ بیانات کے نتائج افراد اور جماعتوں تک محدود نہیں رہتے، بلکہ ملکوں اور قوموں کو بھگتنے پڑتے ہیں۔ بہرحال عبدالقادر مُلّا تو ؎

یہ رُتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدّعی کے واسطے دار و رَسن کہاں

کی مثال قائم کر گئے۔ اب انصاف اور انسانیت کے سفاک قاتلوں کا یومِ حساب زیادہ دُور نہیں ہے ـــــ اور: 'لہو پکارے گا آستیں کا''۔

پاکستان کی تاریخ میں غالباً کسی سانحے پر ایسا کم ہی ہوا ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں مضامین اور کالم اور اداریے لکھے گئے ہوں۔ سلیم منصور خالد نے بڑی جستجو کے ساتھ یہ ساری تحریریں جمع کیں، اور انھیں نہایت سلیقے اور خوش اسلوبی سے مرتب کر دیا۔ کتاب کا مقدمہ پروفیسر خورشید احمد کے قلم سے ہے۔ اشاریے نے کتاب کی وقعت بڑھا دی ہے۔ یہ کتاب ایک ایسا آئینہ ہے جس میں پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کے حکمرانوں اور اہلِ اقتدار و اختیار کو بہت کچھ نظر آئے گا۔ ہمارا

مؤرخ اس کتاب کی مدد سے تاریخ دعوت وعزیمت کا ایک اہم باب مرتب کر سکے گا۔ تادمِ تحریر، دو اڑھائی ماہ کی قلیل مدت میں اس کتاب کا چوتھی بار شائع ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اہلِ پاکستان اس المیے سے کس درجہ قلبی وابستگی رکھتے ہیں۔ (رفیع الدین ہاشمی)

فانوس (اشاعتِ خاص: زاہدہ خاتون شیروانیہ)، مدیر: محسن فارانی۔ ناشر: ماہنامہ فانوس، ۳-شمع روڈ، نیا مزنگ چوک، سمن آباد، لاہور۔ صفحات: ۴۳۲۔ قیمت: ۳۰۰ روپے۔

ماہ نامہ فانوس کی زیرنظر اشاعتِ خاص کا بڑا حصہ زاہدہ خاتون شیروانیہ کی کلیات پر مشتمل ہے (ص۹ تا ۴۰۴)۔ مرتب خالد علیم نے کلیات کے ابتدا میں ۳۲ صفحات کا مقدمہ بھی شامل کیا ہے۔

زاہدہ خاتون شیروانیہ بیسویں صدی کے ربع اوّل کی معروف شاعرہ تھیں۔ انھوں نے اپنی ذہانت اور تخلیقی صلاحیتوں کے باعث دنیاے ادب پر اپنے اثرات ثبت کیے۔ اکبرالٰہ آبادی اور علامہ اقبال جیسی شخصیات نے بھی ان کی خدمات کو سراہا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ دنیاے ادب نے زاہدہ خاتون شیروانیہ کو فراموش کر دیا۔ خالد علیم صاحب نے انھیں دریافت کر کے اور بزمِ فانوس نے اسے شائع کر کے علم دوستی کا ثبوت دیا ہے۔

زاہدہ خاتون فکرِ اقبال سے متاثر تھیں۔ ہم انھیں حالی، اکبر اور اقبال جیسے اکابر کا تسلسل کہہ سکتے ہیں۔ ان کی شاعری میں سوز و گداز اور اُمت مسلمہ کا درد واضح طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔ وہ غلامیِ فرنگ اور اس پر قانع مسلمانوں سے نالاں نظر آتی ہیں۔ وہ خداے ذوالجلال کے حضور فریاد کرتی ہیں۔ اہلِ اسلام کو جھنجھوڑتی ہیں کہ وہ خوابِ غفلت سے بیدار ہوں۔

اپنے دور کی مقامی اور عالمی سیاسی صورت حال پر بھی ان کی گہری نظر تھی۔ انھوں نے تقسیم بنگال کی تنسیخ، جنگِ طرابلس، جنگِ بلقان، شہادتِ مسجد کان پور اور پہلی جنگ عظیم جیسے سانحات کو بنظر تعمق دیکھا، محسوس کیا اور ان پر اپنا شعری ردعمل ظاہر کیا۔

زاہدہ خاتون ۲۷ سال اور دو ماہ کی عمر میں خالقِ حقیقی سے جاملیں۔ زندگی میں انھوں نے نہ صرف شاعر بلکہ اُمت مسلمہ کی راہنما کے طور پر بلند مقام حاصل کیا۔ اس مختصر مدت میں انھوں نے شاعری کا ایسا ذخیرہ چھوڑا جو اُردو کے بعض کہنہ مشق اور بزرگ شعرا کے مقابلے میں پیش کیا

جاسکتا ہے، خصوصاً ملّی شاعری کے حوالے سے۔

خالد علیم خراجِ تحسین کے مستحق ہیں کہ انھوں نے محنت اور دیدہ ریزی سے اس کلیات کو مرتب کیا ہے۔ اسے الگ کتابی صورت میں بھی شائع کرنے کی ضرورت ہے۔(قاسم محمود احمد)